(۲)

اسلام کے بنیادی اصول الگ ہیں اور ان کی تعبیرات الگ

مولانا عبد الرحیم صاحب اشرف نے لائل پور میں جامعہ تعلیمات اسلامیہ قائم کی ہے - پچھلے دنوں اسی کی افتتاحی تقریب منعقد کی گئی - جس میں اور علماء کے علاوہ مولانا مفتی محمد شفیع صاحب نے بھی حاضرین سے خطاب فرمایا - معاصر " المنبر " لائل پور سے ہم محترم قبلہ مفتی صاحب کی تقریر کا خلاصہ یہاں درج کرتے ہیں -

مدیر

" اسلام کے نام پر کام کرنے والے لوگ پارٹیوں اور انجمنوں میں اس طرح تقسیم ہو کر رہ گئے ہیں کہ ان کا ایک مرکز پر جمع ہونا ناممکن نظر آتا ہے اور ایسا محسوس ہوتا ہے کہ امت تشتت ہے نا قابل اجتماع - ایک تفریق ہے ناقابل اجتماع - حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ امت ایک وحدت ہے ناقابل تقسیم "۔

یہ ہے وہ تاثر جو مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی محمد شفیع صاحب نے جامعہ تعلیمات اسلامیہ جناح کالونی لائل پور کے ایک افتتاحی اجلاس میں تقریر کرتے ہوئے دیا -

آپ نے کہا " دنیا میں موجود ہر ایک چیز کا وجود موقوف ہے وحدت اور مرکزیت پر - جو چیز اپنی وحدت مرکز سے الگ ہو جاتی ہے ، وہ لنا

ہو جاتی ہے - مثلاً ایک درخت میں جڑیں بھی ہیں ، تنا بھی ، شاخیں بھی اور پتے بھی ' پھول بھی ہیں اور پھل بھی ہیں - یہ تمام چیزیں اپنی اپنی جگہ الگ خد و خال اور الگ الگ رنگ و بو کی حامل ہیں - لیکن تمام کثرتیں سمٹ کر ایک درخت کے وجود یا وحدت میں ظاہر ہوتی ہیں - ان کی زندگی اس وقت تک قائم ہے جب تک کہ یہ درخت سے منسلک ہیں - ان میں سے جو چیز جس لمحہ درخت سے الگ ہوتی ہے ' بالاخر وہ یکسر ناپید ہو جاتی ہے، بعینہ امت مسلمہ اگرچہ بظاہر متعدد فرقوں اور گروہوں میں تقسیم نظر آتی ہے- لیکن جب تک کوئی گروہ یا شخص امت کے ساتھ وابستہ ہے' وہ قائم ہے - جوں ہی اس سے الگ ہوتا ہے - ایک مسلمان کی حیثیت سے ختم ہو جاتا ہے آپ نے فرمایا کہ اسلام کے نام پر کام کرنے والے لوگوں اور جماعتوں اور فرقوں میں بعض کوتاہیاں ایسی پائی جاتی ہیں جن سے پوری امت مسلمہ کو نقصان پہنچ رہا ہے - ''

ان میں سے تین بڑی بڑی غلطیوں کی نشاندھی کرتے ہوئے مولانا نے فرمایا کہ سب سے پہلی غلطی گروہ بندی ہے- امت میں اختلاف قرن اول سے چلا آرہا ہے- اس لئے اللہ تعالیٰ نے بندوں میں مختلف قسم کی عقول پیدا کی ہیں عقول میں اختلاف کی وجہ سے ان کے خیالات میں اختلاف ضروروی ہے - یکسانی صرف اسی صورت میں ممکن ہے جب کہ یا تو لوگوں کی دیانت جاتی رہے یا عقل جاتی رہے جب تک یہ دونوں چیزیں موجود ہیں ' اختلافات جاری رہیں گے -

لیکن ان گروہ بندیوں اور جماعت بندیوں سے یہ لازم نہیں آتا کہ جو لوگ ان میں شامل نہیں رہے - یا ان کی آراء سے اتفاق نہیں کرتے وہ مسلمان نہیں رہے اصل غلطی ہی یہ ہے کہ ان جماعتوں ' گروہوں اور فرقوں نے اپنی اپنی تعبیرات ہی کو اسلام سمجھ لیا ہے - حالانکہ اسلام کے بنیادی اصول الگ ہیں اور ان کی تعبیرات الگ - اسلام کے ان اصولوں کی تشریح و تعبیر میں اختلاف ممکن ہے - لیکن اصل مقصد سے کوئی انکار نہیں کر سکتا - مثلاً نماز پڑھنا - اسلام کا ایک اصول ہے - اس اصول سے کوئی گروہ یا فرقہ انکار نہیں کر سکتا - لیکن نماز پڑھی کیسے جائے ؟ اس میں دو گروہوں کی الگ الگ رائے ہو سکتی ہے - لیکن کسی گروہ کی

رائے حتمی یا آخری نہیں - ہر ایک میں کلی یا جزوی غلطی کا احتمال ہے۔ اس احتمال کے پیش نظر متقدمین نے اپنے اختلاف رائے رکھنے والے گروہوں کو کبھی برا بھلا نہیں کہا اور نہ ان سے لڑائی جھگڑا مول لیا - لیکن آج کل ہر ایک گروہ کے علماء اور مختلف جماعتوں کے لیڈروں نے یہ سمجھ لیا ہے کہ صرف انہی کی رائے صحیح ہے باقی سب غلط - لہذا وہ اپنے سے اختلاف کرنے والے کو یکدم اسلام ھی سے خارج ھو جانے کا فتوی لگا دیتے ھیں - یہ ہرگز درست نہیں -

آپ نے فرمایا "دوسری غلطی یہ ہے کہ اسلام کے نام پر کام کرنے والی ہر ایک جماعت یا پارٹی نے اپنے نظریات کی تکمیل کے لئے ایک پروگرام مرتب کر لیا ہے - اس پروگرام کو صحیح اسلام سمجھ لیا گیا ہے - جو اس پروگرام سے اتفاق کرتا ہے ' اسے مسلمان سمجھتے ھیں اور جو اس کے مطابق عمل نہیں کرتا ' اسے دائرہ اسلام سے خارج - آپ نے کہا - ایک ھی مقصد کو حاصل کرنے کے لئے مختلف طریقے اختیار کئے جا سکتے ھیں - کوئی طریقہ آخری اور قطعی نہیں - ہر ایک میں غلطی یا کمی کا امکان موجود ہے - اس لئے اپنے پروگرام سے اختلاف کرنے والے کو دائرہ اسلام سے ھی خارج قرار دے دینا بڑی مہلک غلطی ہے - "

تیسری چیز یہ ہے کہ دین کی دعوت کے لئے ان اصولوں پر عمل نہیں کیا جاتا جن پر تمام انبیاء کرام کرتے چلے آئے - بلکہ اپنی طرف سے طریقے وضع کر لئے گئے ھیں - آج کل اسلام کی دعوت یا اپنا نظریہ اس طرح پیش کیا جاتا ہے کہ جیسے کسی کے لٹھ مار دیا - آپ نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کی دو صفتیں ارشاد فرمائیں - جن میں سے ایک نذیر ہے اور دوسری بشیر - نذیر مطلقاً ڈرانے والے کو نہیں کہتے - بلکہ نذیر اس ڈرانے والے کو کہتے ھیں جو شفقت اور ہمدردی کا باعث ھو اور طریقہ دین پہنچانے کا حکمت ہے - یعنی ایسے ڈھنگ اور طریقے سے بات کرنا کہ مخاطب اس کو سننا پسند کرے اور بات اس کے دل میں اتر جائے - آپ نے فرمایا کہ مسلمانوں میں اسلام کی تبلیغ کرنے والوں کو یاد رکھنا چاہیئے کہ وہ خود موسیٰ

علیه السلام سے زیادہ وقیع نہیں ھیں - اور ان کے مخالف فرعون سے زیادہ گمراہ نہیں - جب موسیٰ علیه السلام کو اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ھے کہ وہ فرعون کو اللہ تعالیٰ کا پیغام نرمی سے پہنچائیں تو ان کے لئے بھی لازم ھے کہ وہ اپنے پیغام کو دوسروں پر ٹھونسنے کی کوشش نہ کریں - بلکہ نرمی سے اور حکمت کے ساتھ تبلیغ کریں -

آپ نے تبلیغ دین کا کام کرنے والی جماعتوں اور علماء کو مشورہ دیا کہ وہ فرقہ وارانہ اختلافات کو ھوا دینے اور سارا زور دوسرے فرقوں پر اپنی برتری قائم کرنے میں صرف کرنے کی بجائے ان حملوں کا جواب دیں جو اسلام پر اور اسلام کے اصولوں پر کئے جا رھے ھیں -

---